

بدھوں کے

دروود و سلام

کی شرعی حیثیت

دروود و سلام
کا لائقہ

الان کی حیثیت
۱۹۹۸ء

مغربی دور
للادب و سلام

ترکی کی حیثیت

جہت کا مفہوم

جہت عشر

جہاد کی حیثیت

سلام کی حیثیت

تصنیف

مختار زوی خان عفا اللہ تعالیٰ عنہ

نائبین اورینٹل انسٹیٹیوٹ آف اسلام
۱۹۹۸ء اورینٹل انسٹیٹیوٹ آف اسلام
پروفیسر شہزادہ ملک اور کولمبیا یونیورسٹی

شائع کردہ شعبہ نشر و اشاعت

جامعہ عربیہ احسن العلوم

مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد رفیع الرحمن صاحب مدظلہ العالی
پبلیکیشن نمبر ۱۹۹۸ء

أَحْسَنُ التَّسْبِيحِ فِي مَا أَحْدَثَ مِنْ الصَّلَاةِ وَالْمَسْبُوحِ

بدعقوبوں کے

دروود و سلام کی شرعی حیثیت

المستخلص

محمد زرولی خاٹن عثمان اللہ تعالیٰ عنہ
موسس و رئیس المجلد العربیۃ فی السنن العلوم
و الخدام دار الکتب و النشر و المطابع بالمسجد الجامع الدمام
من مکتبہ غفران و تاج رقم ۱۰۰۰

شرح لکھنؤ: شعبہ نشر و اشاعت

جامعہ عربیہ احسن العلوم

مجلسین اقبال ہاؤس میں جگہ پرانی پوسٹ بکس نمبر ۱۵۶ ہے۔

تاریخ: ۱۳۸۴

طبع اول دسمبر ۱۹۹۹ء
 طبع دوم جولائی ۲۰۰۰ء
 مؤلف مولانا محمد زکریا خان مدظلہ اعلیٰ



وَالْحَسَنُ كَمَا احْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ (الابۃ)

شائع کردہ شعبہ نشر و اشاعت

جامعہ عربیہ احسن العلوم

مکشن قبال بلاک نمبر ۲ کراچی پوسٹ بکس نمبر ۷۶۵۲

Tel : 468210, 4968356

Fax : 4978112

E-mail: ahsan@fsc.com.com

www.ahsan-ul-alam.com



درود و سلام کی شرعی حیثیت

فہرست مضامین

- فہرست مضامین صفحہ نمبر
- (۱) آیت صلوٰۃ وسلوٰۃ وسلم سے متعلق بحث ۱۱
- (۲) حرمت و تعجب ۵
- (۳) صلوٰۃ و سلام سے متعلق ان بدعت کے چند مغالطے و رکن کا ذکر ۱۷
- (۴) حجام نے بدعت و افسوس ۱۸
- (۵) زیدی حضرات کے سرو بہ صلوٰۃ و سلام شریعت کرنے کی بدعت و عمری ۲۵
- (۶) ایک رکن اور اس کا زائل ۲۶
- (۷) بدعت و بدعت کی بحث ۲۸
- (۸) ایک مغالطہ ازراہ قرآن و احادیث ۲۸
- (۹) "بدعت کا معنی" ۳۱
- (۱۰) صرف قرآن و حدیث ۳۲
- (۱۱) حیوٰۃ تنقیح ۳۳
- (۱۲) ان بدعت کے مخالفانہ دلائل سے بچنے کے طریقے ۳۴
- (۱۳) ایک صحیح مؤلف اور اس کا زائل ۳۵

- (۱۳) کیہ بدعت اٹھ تو اہل حق بدعتی ہے؟..... ۳۷
- (۱۴) بریلوی مکتبہ قرآنی خد مت میں آپ سید سید احمد رضاؒ..... ۳۹
- (۱۵) اسلام میں مہذبہ کا اقام اور پر مہذبہ..... ۴۰
- (۱۶) حکومت سے محنت اور حق سے بیچو سترہ..... ۴۷

.....

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمین وصلى الله تعالى وسلم على رسوله
الکریم وصيه الامین وعلى آله واصحابه اجمعین وفضل
الخلائی بعد تنبیین ومن تبعهم وقتلهم ثمهم من
المفسرین وفقهاء الدین۔ (آمین یا رب العالمین!)

امت محمدیہ ﷺ کا اس پر اعتقاد ہے کہ قرآن و عالم جناب نبی کریم ﷺ کی ہر جگہ
نبوت میں درود شریف بھیجنا بہت بڑی عبادت ہے اور حقیقت میں ہے کہ یہ سو بھی کیسے
اپنے نبی ﷺ کے ساتھ رشتہ بڑے کاسب سے بڑا زریعہ ہے۔ احادیث مبارکہ
میں آپ نے خود جو تعینات بیان فرمائی ہیں جو احادیث کی تمام مستند کتابوں میں موجود
ہیں۔ وہ درود شریف اور صلوة و سلام کے تعداد کی بجائے کافی کافی ہیں۔ امت
کے بہت سارے بزرگوں نے اس موضوع پر مستقل کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ جن میں
سے شیخ مشرف الدین عفاویؒ کی ”القول البدر فی الصلوة علی النبی صلی علیہ وسلم“ اور حافظ ابن قیم
کی ”جلاء الاسنام فی الصلوة والسلام علی خیر الامة“ زیادہ معروف ہیں۔

الغرض درود شریف اور صلوة و سلام کو مستر ایسا ہے جس میں کوئی نقایہ اور عیب نہیں
میں دیکھا گیا۔ لیکن حضور اکرم ﷺ کے اپنے صحابہ کے مطابق جو آپ کی نبوت و رسالت
کے بڑے معجزات میں سے ہیں کہ۔

میرے بعد بڑے اختلافات دیکھنے میں آئیں گے اور ایسے وقت میں ہم
بیشکی وسنة لعلنا الراشدین یعنی میری سنت اور میرے صحابہ ﷺ جن
میں سے علماء راہدین زیادہ ہی معروف حضرات ہیں، کے طریقے کا
مضبوطی سے حوالہ۔

اسی طرح درود شریف اور صلوة و سلام کے عظیم مسئلے کو بھی بالحدار کر دینا چاہیے اور اس
مسئلے کو آج امت کے اذوق اور اتحاد کے شیرازے کو کھینچنے کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے
عزائم خالصہ لوجہ اللہ الکریم صحیح نقل دین کی روشنی میں اس مسئلے کی تفسیر صریح اور قطعی

وکار تھی حیثیت عرض کرتے ہیں تاکہ درود و مراسم کی سزا میں بدعت کی دلدل سے خلعت
نفس ہو اور مسلمان موقوف ملک پر امت اور شہادین انکی سرین و مراسم سے امید ہے کہ وہ
نکلی اور درست پر نہ لے لی موقوفی مرمت قیام میں لے دو لکھ اقساق۔

تج کل ایک قبضہ کے لوگ تھیں انہی سے پہلے اور ابھی ان کے بعد اور کثیر نکلی
نہر و بحر و نماز کے بعد اور بعض جگہ محفل بنانے کے بعد مہم پر بھی مضمون و راسخ و امام
علیہ بار و سون الفاغ کے الفاغ پہنچتے ہیں یہ وہاں میں کہ درود و تحریف سمجھتے ہیں اور
کھڑے ہو کر پڑھنا وہ کہہ دیتے ہیں اور میں پر شاپ کی امید رکھتے ہیں کہ ان کے
پڑھنے کو اہل سنت و انجامت کی خدمت و شعور ضرور ملے ہیں کچھ حقیقت یہ ہے کہ اہل سنت
و انجامت جیسا کہ ان الفاغ سے ظاہر ہے کہ وہ لوگ دیں کہ تمام اماموں میں نبی کریم ﷺ
کی خدمت عالی و اور ہر خدمت عالیہ یعنی کو مکتبہ امام اپنے لئے معیار و قیاس و اصل سمجھتے ہیں۔

نہر و بحر و حدیث و حج سب انہی کے ہیں نہ یہ سواۃ و مراسم ہو اور ان کے بعد ان
ایمان سے پہلے پڑھ جاتا ہے۔ امام کے بعد اہل ایمان سے۔ بعضوں نے امام اور
بعضوں نے امام کے رکھنا ہے ملاحظہ ہو۔ (تذوقی شامی ج ۱ ص ۲۸۸) (تحول اہل بدعت ص
۱۹۸) (علامہ جلال الدین سیوطی ترقی تہذیب و تمدن ص ۱۰۵)

علامہ سیوطی کے الفاظ ملاحظہ ہو۔

وہی ہذا سنیہ و شہان احداث الموشروف عقب
اولاد ان لصلوۃ و شہیم علی نقی امسی نہ علیہ
و سبہ اہل ان من احداث و انکی و لامرہ و تحسب
نعم الدین المصلیہ۔

یعنی امام جو ہر موبوں نے ان کے بعد صلوات و مراسم ایمان و ایمان پر بھی جاری
و جاری و امامی کا حکم دیتے ہیں منتخب محمد امین خندان تھے

یہ برحقیت ایک جامع واقعہ کے بننے کا تکیہ کرنے کے بعد ان کے بیٹے پر صلوات
و مراسم پڑھا جاتا تھا تاہم میں یہ بھی غور ہے کہ یہ عام باتیں تھ ملاحظہ ہو المصباح۔
سلطان مصر الدین یوسف نے ایسے کچھ ہر مراعات کرنے والوں سے اس بدعت کو بند

کرنے کے لئے لوگوں سے کہا کہ اس کے بجائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دعا کرے۔ یہ پہلی بدعت جو مسلمانوں نے زیادہ فساد دین کا باعث بنی تھی ہوئی۔۔۔ اس سلطان وقت نے ایک جامع اور نوعیت کا عہدہ سمجھ میں سے زیادہ اس صوفی و سادہ سنی کوئی تاریخ یا دینی شریعت نہیں اس کے میں نہیں ہیں اس کا ذکر کتاب ہے وہاں یہ بھی ہے کہ یہ حدیث "انہی شریعتیں" ہے۔ یہ اس بات کی پہلی علامت ہے کہ مسلمانوں کو حدیث نبوی میں سلتا رہے کہ دین میں اس بات پر توقف ہے وہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں ہو چکے ہیں فرما چکے ہیں۔

یا کفہ ریحانات دلموز فان کل شئ منہ مدعہ و کل مدعہ ضلالہ و فی روایا کتب ضلالہ فی النار۔

یہ حدیث اگر صحیح کتاب میں موجود ہے پہلی گھڑی کے لئے کاموں میں بدعت ہو گئی تھی جو دین میں گھڑیاں آئے وہ بدعت ہو گئے اور بدعت گمراہی ہے اور گمراہی کا آخری انجام جہنم ہے۔

اس حدیث پر اگر قاضی شریعت مدعہ، ملازم کے بارے میں آیت سے چل کر دین شریعت تفصیل سے عرض کرنے والا ہوں۔ یہاں یہ بھی سمجھنے کی بات ہے کہ امت میں یہ علماء علی سنت نے اپنے اپنے اہل خانہ میں اس اعتبار سے صوفیہ و سادہ پر کثرت فرمائی ہے اور ان میں سے یہ ایسا کیا ہے کہ یہ صیانت پر گرا نہیں ہے۔ یہ تو کہ یہ قرآن و حدیث اور ان ائمہ کے قول کی روایت میں تھاپتا اور بدعت ہے۔ بہت سارے لوگ آج یہ کہتے ہوئے سادہ مسلمانوں کو بدعتی ہیں کہ اس سے منع نہیں کیا گیا اس لئے ہم چند بزرگوں کے حوالے سے مخالفت عرض کرتے ہیں۔

"علامہ ابن عساکر، امامی، ابوہل سنت و اجماعت کے دست پرے عالم گھڑی میں اور دین کی کتاب احمد علی پر بیوقوف بھی اتار کرتے ہیں۔" (ذاتی کتاب الہ عمل میں فرماتے ہیں۔)

و کذا نکتہ شریعتی الہ بہادہ و عہد احمد توبہ من حنفیہ

الخصوف و التسمیم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ: "میں نے مکرر دین میں جناح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو صوفیہ و سادہ پر مکرر انہاد کیا ہے جس سے ان کو منع کیا جائے۔ (علامہ ابن عساکر)۔ جزو۔"

مئی ۱۹۵۵ء

آگے انہوں نے بڑی قسمیں سے شعلیں دے کر سمجھایا ہے کہ حضور ﷺ پر درود شریف بھیجا اگرچہ بہت بڑی عبادت ہے مگر شریعت نے جس جگہ نغمہ دیا ہے اور چونکہ یہ بتایا گیا ہے اور حضور ﷺ کے متوفیوں نے بھی انہوں کے ساتھ بلند آواز سے بھی نہیں پڑھا اس لئے یہ عبادت نہیں اور اس سے بچنا اور اس سے منع کرنا مست ضروری ہے۔

علامہ ابن اثیر افواج نے یہ بھی لکھا کہ یہ صلوٰۃ و سلام کی بدعت جس ملک میں ایجاد ہوئی ہے (مصر) اس کی طرف جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہاں سے نکلے انہیں گے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

”راصل احدائہ من قبل العشری وتقدم الحدیث عنہ

عینہ الصلوٰۃ والسلام بقولہ الفتنۃ من ہہنا وأشا رالی

المشرقی۔ (علامہ عبد اللہ بن عبد العزیز ۲ ص ۱۵۱ ج ۱ طبع ۱۳۷۰ھ)

علامہ ابن الحاج حریذ فرماتے ہیں۔

کیف کان خوف الصحابة رضی اللہ عنہم۔

ترجمہ : صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دین میں ایجاد کرنے سے بڑے گھبراتے تھے۔

علامہ ابن الحاج عینی نے ایک دہم کا بھی ازالہ فرمایا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ صلوٰۃ و سلام پڑھنا قرآن و سنت کی روشنی میں بہت بڑی عبادت ہے اس سے کچھ منع کیا جا سکتا ہے؟

تو ہم جواب دیتی گے کہ جس جگہ شریعت نے اس کی تعلیم نہ دی ہو اپنی طرف سے پڑھنا عبادت نہیں بلکہ ناجائز ہے اور انہوں نے مثال میں امام ابو الحسن دین عینی کی کتاب کے حوالے سے لکھا کہ عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے ایک آدمی کو بھیج کر آئی اور اس نے پڑھا الحمد للہ و سلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حوالہ بالا۔ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے ڈانٹا اور فرمایا۔

خبر یہی ہے ”جتنی دقت نہیں صلوٰۃ و سلام نہیں بلکہ الحمد للہ رب العالمین“ تعلیم فرمایا ہے۔

غور فرمائیے کہ عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما صرف اس لئے ناراض ہوئے کہ الحمد للہ رب العالمین پر صلوٰۃ و سلام کا اضافہ انہوں نے دیکھا۔ عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ بھیجئے وقت نبی کریم ﷺ سے منع فرما چکے ہیں۔ بلکہ نبی ﷺ نے جو کچھ تعلیم فرمایا اس پر امتداد اگرچہ صلوٰۃ و سلام کی نقل میں کیوں نہ ہو حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کی اجازت نہیں دیتے تھے۔

فقہ حنفیہ کے مشہور محدث علامہ علی ابن سلطان المعروف علی قادری رحمہ اللہ بھی اس مروجہ صلوٰۃ و سلام سے منع فرما چکے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

فما يفعله المودنون الآن تعقب الاذان من الاعلان با
لصلوة والسلام مراراً اصله سنة والكيفية بدعوا لان
رفع الصوت في المسجد ولو بالذکر فيه تكرامة مرفقة

(شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۱۱)

یعنی اذان کے بعد اگرچہ ہر سلطان کو درود شریف پڑھنا چاہیے۔ مگر آج کل موزوں نے اذان کے بعد درود سے صلوٰۃ و سلام پڑھنا شروع کیا ہے۔ یہ طریقہ بدعت ہے اور عمر مسجد میں اپنی آواز سے اگرچہ ذکر اشد کیساتھ ہو اٹھتا ہے۔ واضح رہے کہ یہ شرع ملاحی قادری رحمہ اللہ نے رسول کریم ﷺ کی اس حدیث کے ذیل میں فرمائی ہے۔

اذا سمعتم المودون فقولوا مثل ما يقول ثم صلوا

علی۔ (الحديث)

یعنی اذان سننے کے ساتھ ساتھ جواب دو اور پھر گھر پر درود پڑھو۔

علامہ علی قادری رحمہ اللہ یہ وضاحت فرماتے ہیں کہ اذان سننے کے بعد درود شریف پڑھنا سنت و عبادت ہے لیکن موزوں کا وہی آواز سے صلوٰۃ و سلام پڑھنا ناجائز و مکروہ ہے۔

(نوٹ) اصطلاح فقہیہ کے لئے حضرات اس مقام پر یہ فرمائی کہ یہ کراہت و تحریم ہے کیونکہ قلعہ قاری عالمگیری میں یہ اصول موجود ہے۔

والله ودي من حمد رحمة الله تعالى نصاً أن كل

مکروہ حرامہ (ملحد ہو قادیانی مانگھیری ج ۵ ص ۲۰۸)

یعنی حضرت امام محمد رحمہ اللہ سے یہ وضاحت مروی ہے کہ ہنکر وہ حرام ہے۔

غیر لغتاء کے ہاں یہ فائدہ بھی موجود ہے کہ اگر کمرہ ۱۱ کا سرور یا کمریہ جوئے یا قباب
تہج کر کر یا جائے تو وہ بھی، چہ عرم کو کافی جاتا ہے۔ چنانچہ ہر ذمہ لایہ اور و لا کھو
مع الاستعداد، انویہ و روایات کا بھی مکمل ہے۔

علامہ ابن عساکر شافعی نے لکھا ہے۔

انه حرام لما صبح عن ابن مسعود وصی اللہ تعالیٰ عنہ،

نه اخرج جماعة من المسند بسند حسن وبشروط علی

النبی صلی اللہ علیہ وسلم خبراً وقان لهم من اراکم الا

مبتدعین (قادیانی شمار میں ۲۵۵ ص ۲۵۵ میں جود قادیانی شمار میں ۵ ص

۲۸-۲۹ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ اپریل ۱۳۸۱ھ)

یعنی مسجد میں، اور زور سے زور یا صلوة و سلام پڑھنا حرام ہے کیونکہ حضرت ابن
مسعود رحمہ اللہ سے صحیح روایت میں ملتی ہے کہ انہوں نے ہمہ لوگوں کو ایک جو مسجد نبوی
تکلیف میں مل جل کر بعض روایات میں ہے جسے باندھ کر زور اور صلوة و سلام، اور زور سے
پڑھ رہے تھے تو حضرت عواذ ابن مسعود چھوڑنے سے فرمایا کہ میں تم کو بدعتی سمجھتا
ہوں اور ان کو مسجد نبوی سے باہر نکالا یہ حدیث شافعی کے مدارجہ لغت نقل کے مشہور قادیانی
میں بھی موجود ہے۔ ملحد ہو۔ (قادیانی بڑا ہے علی نقض ص ۱۰ ص ۱۷۷ مشیہ مابعدہ
کوئٹہ پاکستان)۔ خود لکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رحمہ اللہ میں زور اور زور سے پڑھنے کا
کتنا بڑا جرم سمجھتے تھے اور ان کو مسجدوں میں نہیں چھوڑتے تھے جن لوگوں کو واقعی رسول
کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت اور عشق ہے، ان کو اس حالت سے ہرگز حاصل
نہیں ہونا چاہئے کہ جن کا کمرہ ان محبت کرنے کے لئے ایسی چٹائی کا زور لگا رہا ہے جس کو
مسجد کرام رضی اللہ عنہم ہے۔ جی بھٹے تھے اور ایسے لوگوں کو، صحابہ رسول ﷺ و ائمانہ رضی اللہ عنہم
تھے وہ انہیں مسجد سے نکالتے تھے۔

فائدہ دینے والے بات تو مزاحمت و روایت سے محبت ہے کہ یہ زور سے صلوة و سلام پڑھنے

قَالَ اللهُ قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ - نَسَمِ عَلِيكَ قَوْلَ خَوَارِجِ الْمَلِكِ حَسَن

علی محمد وعلی آل محمد (تہذیب - المجلد ۱ - ص ۸۰)

ہمارے چند ہم آہنگ تھے لیکن - (۱) آیت کے لڑوں کے بعد صحابہ کرام بیٹھنے کے بھی کریم بیٹھنے کے درود شریف کے بارے میں پوچھ ہے (۲) ذاب نبی کریم بیٹھنے کے درود اور اپنی تعلیم فرمادے۔ درود انہم سے شروع ہوتا ہے یہ آیت ہٹے کہ صحابہ کرام بیٹھیں یہ سب سے پہلے اور عثمان بن عفان سے اسوں نے اپنی طرف سے درود کرام پڑھنے کی کوشش نہیں کی بلکہ اس سلسلہ میں بہت ہی کریم بیٹھنے سے براہ راست قبائلی معلوم ہوا کہ درود شریف کوئی بھی اپنی طرف سے نہیں پڑھتا۔ اور انہی طرف سے مذکور تو قرآن کریم کی آیت پر عمل کرنے کے خوف ہو گا۔

(۳) ذاب نبی کریم بیٹھنے کے بھی صحابہ سے یہ نہیں فرما کر میری تعریف و تعظیم میں ہر چاہو الفاظ بناؤ۔ درود وہ الحلوۃ و السلام علیک یا رسول اللہ کے الفاظ ہوں یا سعلیٰ بنی ہاشم پر انہوں نے سلام کے الفاظ ہوں۔ بلکہ نبی کریم بیٹھنے کے درود شریف میں فرمایا۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم بیٹھنے کا نظریہ یہی ہے کہ میری تعظیم و تحريم بھاری ہو سکتی ہے کہ میرے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق مجھ پر درود شریف پڑھا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ کتب احادیث میں درود شریف کے پچھلے طرق آتے ہیں وہ ائمہ میں علی سے شروع ہوتے ہیں طلاء الحسن کے طرف صاف کھڑے ہیں کہ اگرچہ الفاظ سے درود پڑھا جائے۔ کہ قرآن میں انہم کے الفاظ آتے ہیں تو قرآن کریم کی آیت پر بھی عمل نہیں ہو گا اور وہ۔ درود بھی نہیں کھڑے گا۔ مغیرا بن حنفیہ علامہ آلوسی بخاری سے کہتے ہیں:-

وَمَنْ تَقَرَّبَ إِلَى ظَاهِرِ ارشَادِهِ صَحِيحٍ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هُوَ

أَلَى حَلَالِ التَّضَلُّةِ عَلَيْهِ مِنْ اللهِ تَعَالَى شَاهِدٌ أَنَّهُ لَا يَحْصِي

مَنْ فِي الْأَمْرِ إِلَّا مَا فِيهِ حَلَالٌ ذَلِكَ مِنْهُ عَزَّ وَجَلَّ وَبِكَفَى

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى عَمَلٍ لَئِنْ لَمْ يَنْفَعِ النَّاسَ نَفَعْتُ عَلَيْهِ الرُّوحَ نَافِعٌ

(فی سوانح المکرمہ، (تہذیب، (۱) ج ۱، (۲) ص ۸۰، (۳) ص ۸۰)

نہی اگرچہ پیغمبر کے رشتہ عالیہ کا خلاف یہ ہے کہ بندے اللہ سے درخواست نہیں کر سکتے اللہ عطا کرتا ہے تو یہ سب پر درود و سلام ہمارے لئے ہے۔
اللہ تعالیٰ سے درخواست و حسب ہے۔

علامہ آدمی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر ایسے علماء پیش آئیں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو توہین و مہازنوں کے۔ چٹائی و لکھتے ہیں انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لایا گیا ہے لایا ہے ایسی فیہ لسانہ العسوة قولہ اللہ فاسس فی معنی انوار و روح اللہ تعالیٰ - ہمارے پاس

رحمہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ کے لئے بطور درود و سلام کے پڑھنا بہر حال ناہان سے کیونکہ ان میں صلوات رسول کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں کی گئی ہے تو یہ اخصیت میں آئے ہوئے درود و سلام کے خلاف ہوا۔

ہمیں معلوم ہو کہ العسوة و فسق و عیث کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پڑھنا ہمارے لئے نہیں ہے کہ ہم اس کے لئے کالی نہیں ہیں۔ علامہ سیدی محمد نے یہ بھی کہا ہے کہ ملازم کے پوچھنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صلوات کہہ کر کہہ دیا۔ شریف عظیم فرمایا ہے وہ اس لئے ہے کہ بندہ اس کی صفت ہی نہیں کہ وہ بارگاہ نبوت میں صلوات پڑھیں کہ ان میں یہ غلط ہے کہ یہ ہے کہ یہ صلوات اللہ تعالیٰ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ملنا ہے جبکہ یہ ان کے لئے ہے۔ درخواست اس کے۔ کہ اب اللہ کی طرف سے ملے ہوئے درود و سلام صحیح ہیں۔ علامہ سیدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

وفیہ بقاء قولہ انکم ماعز و ان من التعظیم الاصل

فقطب و من اللہ عز و جل - (درود مولیٰ پر درود میں ہے)

علامہ نیز پوری فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کہ وہ اس کے لئے نہ ہو کہ وہ ان کو مریدہ العبد نفسہ میں داخل نہ کرے۔ ان کو مریدہ العبد نفسہ میں داخل نہ کرے۔ (درود مولیٰ پر درود میں ہے)

رحمہ اللہ اس لئے کہ بندہ کو مریدہ اس کے کہ ہے بلکہ وہ اپنے رب سے سوال کرے کہ وہ اس کی طرف سے نہ آئے کہ یہ پیغمبر و مریدہ و سلام کی ہے۔ (درود مولیٰ پر درود میں ہے)

سنی (اری میں صریح حدیث میں مودود ہے۔ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لا تملأوا کؤساً عیوایحین، الا ان یملأوا من عین الیہی للسلام (سنی دارنی جزء ثانی ص ۱۲۵)

ان میں اور صریح احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ بات معلوم ہوئی کہ نبی کریم ﷺ تک امت کا سلام فوشوں کے ذریعہ پہنچا جائے اس لئے مودود یہ کہنا کہ نبی کریم ﷺ نمازی کے سامنے خود تکیف آتے ہیں اس قدر بڑھ چکا ہے کہ وہ دھڑلہ اور بہت دھڑلہ ہے ان کے انصافوں نے انہیں غور نہیں کیا کہ اس طرح کرنے سے صحیح معاہدات سے عداوت علاوہ جناب نبی کریم ﷺ کی جس قدر بڑھ چکی اور ہے اپنی کی بات ہے کہ آپ ایک اولیٰ ہستی کے سزا دہنے کے لئے جو معاہدہ رحمت فرماتے ہیں۔ حالانکہ اس باب کی ترے خود نماز کے اندر مودود ہے۔ لکھو وہ جو سمجھ آئے ہیں مزید عرض ہے کہ "اللہم صل عنی محمد" جیسے قلاب پر مودود تو تار کے درجہ میں اس کا مشہور و معروف ہونا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ تک درود و سلام پہنچا جاتا ہے آپ پر گزرتا خود تشریف لے رہا ہے ہوتا۔

ناراض اگر کفر ہے جو اس صلوٰۃ و سلام پر مودود کی عبارت: بوقی تو نمازی کو حکم ہوتا ہے کہ سلام عیبت لہذا ایسی پڑھتے وقت کفر ہے جو جایا کر دے۔ بلکہ نمازی کو یہ حکم ہوتا کہ رکوع بعد میں کرو اور سر پہلے چٹائی کر دے۔ سو معلوم ہوا کہ صلوٰۃ و سلام کے آداب میں سے روضہ رسول ﷺ کے علاوہ دوسرے مناسبت پر کفر ایسا نہیں ہے۔

رابعاً یہ لوگ صلوٰۃ و سلام پر وجہ کفر۔ ہونے کے علاوہ زور زور سے بلکہ تلاؤا ایتھروں میں پڑھتے ہیں ان کے بعد بھی اور تیار کے اندر بھی اور کہتے ہیں کہ "سبحانک یا رب العالمین" اگر یہ پڑھتے ہیں تو کفر ہے اور تیار ہونا یہ تلاؤا تخریف فرما ہوتے ہیں تو زور زور سے صلوٰۃ و سلام پڑھنا نبی کریم ﷺ کی مودود میں بعض قرآن حرام و ناجائز ہے۔ بلکہ بعض قرآن ان کے ترنما غالی مشائخ اور برباد ہو چکے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ اے ایمان والو نبی کریم ﷺ کی آواز مہر کہ پڑھو اپنی کتابوں کو اور پھاڑ کر دے۔ ان خوبصورت احوال کے و انتم لا تشعروا (سورۃ بقرات) کہیں اگر تم نے اپنی کتابوں اور نبی کی تو تمہارے سر سے افاقہ ہوتا ہے یا نہیں کے اور نہیں پتہ بھی نہیں ملے گا۔

اس صفت کے ذیل میں مفسرین قرآن نے لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی مودود

میں اولیٰ کبار سے بڑھا ہے ابلی ہے جس سے نہیں بڑھا ہو جاتی ہیں بلاشبہ ہو۔ (تفسیر روح الباقی دفعہ اولہ ج ۱ ص ۲۰۷ و شرح شکار فیہ) الحد الصدوق و السلام علیہ السلام یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ فرمے جو کچھ خداوند عز و جل سے سلام پر مصلحت کے سبب شریعت ۱۰۱ میں کوئی روشنی میں یا لغو میں اہل مت و انجلیات کے نزدیک ناجائز یا بدعت اور حرام ہیں۔

صلوٰۃ و سلام سے متعلق اہل بدعت کے چند مغالطے اور ان کا زوال

امامی مذکورہ بحث کے حقیق میں حضرت نے اہل بدعت کی کتابیں نہ دیکھی ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ سلام و سلاطین کو لوگوں نے مورد شریف نہیں کہ ہے اس میں کچھ مشہور مشہور مولوی تھیں۔ اکالوی کیجئے ہیں۔ "اسم صورت پر طعن بدعت ہو گیا کہ یہ اور، شریف اصحاب و اسلام علیہ السلام یا رسول اللہ پر حملہ کرتا ہے۔ (جمہاد ہدایہ ج ۱ ص ۱۰۰)

بھلا اہل بدعت نے یہ بھی کہا ہے کہ چونکہ علماء نے لکھا ہے کہ تصحیحات کے دوران انبیاء اور حکایت جو معراج میں واقع ہوئی ہیں ان کا رد و نہ کرنے بلکہ یہ افکار بطور انکار کے پڑے۔ اس سے یہ سمجھ لو کہ یہ کونسی عقل کے سامنے موجود ہوتے ہیں۔ نہ انکار اس کو مطلب یہ ہے کہ چونکہ یہ الفاظ اتنی عبادت کے حوالہ پر چلتے ہیں کہ انہوں نے انہوں نے اپنے فرشتوں کے ذریعہ اپنے نبی رسول کو یہ انداز پہنچاتے ہیں اور رسول و سلام کا جواب فقیر ہوتا ہے سو اس کی مرے کہ کسی عالم نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ خیال اور حکایت کہیں ہے بلکہ اخبار اور حکایت بخود اللہ تعالیٰ کے پڑنے کا کہا ہے۔ (المختار ج ۱ ص ۱۰۱) جیسے اللہ جل جلالہ نے اپنے پیغمبر اور رسول کو یہ منبت قرآنی۔ وہ بطور حکایت کے ہیں لیکن پڑنے والا جب پڑھنے صاب ہے ثابت ان کا جواب صاب ہے اللہ اس کے حق میں یہ انکار بھی ہے قرآن مخالف کے مسرہام احمد سعید شہ کا بھی نص ہے کہ اہل بدعت میں سرہ احمد محمد بھی کمال حکایت ہوتا ہے۔ نہ۔ ہم سب محروم حکایت ہر شخص بلکہ حکایت ہی صریح لفظ۔ مراد ہے ملاحظہ ہو۔ (مسکن انوار ص ۱۰۹) بلکہ کلامی صائب نے اس کو حقیقی بات کہا ہے سر

کو حکایت معراج قرار دیا ہے (جیسا کہ تمام شریعہ حدیث و تفسیر فقہ میں تصریح ہے) جبکہ اس کا جواب دینے سے کافعی صاحب نے بس ہونے اور سب و شتم پر انہیں اپنے جہوں سے روکنے میں ملا ہے اس کا فیض بھی ادا فرمایا تو غرض حدیث کے اصول کے حوالہ میں غور سے کھائے گئے اس غور ذہنی میں یہ سوئی انہوں نے کہ ہر آدمی کے میں یہ ملاحظہ ہوں۔ فرماتے ہیں محکم لہجہ کا سلام تشدد کو وقفہ معراج کی حکایت قرار دینے کا نہیں ہے۔ ایسے اصول و صدائے کے خلاف ہے نہ کہ وہ طریقاہ اطلاق کی انکی روایت کو نہیں ملتے جتنی عند موجود نہ ہو۔ آگے انہوں نے حضرت مولانا نور شاہ صاحب کے عرب شہابی کے قول سے لے کر لکھا ہے کہ حضرت نے عربی قول کو فرمایا ہے ولکنی لم أجده مستنداً عندہ لہذا وینہ اور اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے کافعی صاحب نے اپنی طبیعت میں خوش فہمی ہے کہ ہم اہل باب فضائے و مناقب میں ان روایات کو ترجیح کرتے ہیں جن کا عند اہل سنی نہ ہو۔ مگر ملانہ محمد عین یا فقہاء سنیوں کو دیگر علماء و محدثین نے انہیں قبول کیا ہو۔ (تسکین الخواطر ج ۱ ص ۱۰۷)

کافعی صاحب نے اس عقیدہ میں علم و ادب کا کھو فرمایا ہے اس پر کافعی صاحب سے اور ان کے ہم مسلکوں سے شک و کرنا تو ماضی سے تعلق مبر کرنے کے مترادف ہے۔

۔۔۔ کو شش ہے فائدہ امت و عدم نہ مبرورے کر۔

البتہ حضرت امام غزالی جیسے امام با اہمیت و تصانیف کے حال پر رحم ہے جن کے مقدس لقب غزالی کو آج روز انہوں پر پورا کیا جا رہا ہے۔ کافعی صاحب کا یہ کہہ کر علماء و فضلاء سنت و پیغمبر علی الانطلاق کی انکی روایت کو نہیں ملتے جن کی عند موجود نہ ہو۔ یہ علماء حق پر افتاء اور بہتان عظیم سے چونکہ علماء دین عند خود کے بارے میں احکام و فقہانہ میں اگرچہ قاضیین محمد عین کے اصول کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ لیکن جن فقہاء و محدثین کے علم پر افتاء ہے۔ اگرچہ ان کے ہاں اس کی سند نہ ہو تو انکی روایت دلوں سے ہاں قبول قبول ہے۔ جیسے فقہ حنفی کی مشہور و معتبر کتاب ہدایہ کی جنس احادیث کا حال ہے جن کی سندیں محمد عین کے قواعد کے مطابق نہ ہو مگر وہ جیسا یا ٹیپہ پر۔ جس کی تفصیل بعد از ملاحظہ کے حسب اراہ میں موجود ہے۔

فضائے و مناقب میں محمد شاہ نے اس علم پر دست کرنا چاہا ہے۔ نہ جانے کافعی صاحب کو مطلق و بتیہ کی تقریب معلوم کس یا دو چہ ماننے والوں کو اس طرح فقرائوں نے

درجہ پکارنا چاہتے ہیں۔ حضرت انور شاہ صاحب نے جو کچھ فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی تحصیل کے ساتھ اسکی حد حد میں کے ہیں نہیں لی۔ کیا کاغذی صاحب کا کوئی وقار و ات کر کے حضرت مولانا انور شاہ صاحب سے یہ طے کر سکتے ہیں کہ انہوں نے یہ فرمایا ہو کہ اگرچہ یہ بات حد میں اور فقہاء کے ہیں مشہور و معروف ہے۔ مگر میں اسکو نہیں مانتا کیونکہ مجھے اس کی سند نہیں لی

فان لم تفعلوا وان تقطروا فاقطروا لنا والحق وهو دعا للناس
والجحارة الاية .

شاہ کاغذی صاحب نے اصول حدیث کی مشہور کتاب جو رحیمہ کراچی ملاحظہ و فرمائی ہو جس میں نقلی امت کو صحت حدیث کی شرط قرار دیا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

بحکم للحديث بالصحة اذا تلقاه الناس بالقبول وان لم

يكن له اسناد صحيح (جو رحیم ص ۱۷)

علامہ ابن تیمیہؒ صاحب ہدایہ ایک روایت وعن عثمان رضي الله عنه
انه قال الحماة فافترج عليه فنزل وجعلني في تحقيق كرتے ہوئے نظر آ رہی ہیں۔
عائدا لم تصرف في كتب الحديث بل في كتب الفقه. (مجموع الفتاوى ج ۱ ص ۱۷۰)
میں۔ ملاحظہ کیجئے تو یہ وہی ہے مگر یہ صحت

کیا کاغذی صاحب اور دوسرے محدث کے سرخے یہ حدیث کر کے طے کر سکتے ہیں
کہ بزرگان دین نے کسی حدیث پر یا حدیث کی ذکر کر کے روایت کو صرف اس لئے ٹھکرایا ہے
کہ اس کی سند ان کو نہ ملی ہو؟ ویرہ وادیدہ یا

فلا حول ولا قوة الا بالله کاغذی صاحب نے بخاری شریف کی حدیث شد
جس میں نبی کریم ﷺ نے الصحابة کے بارے میں فرمایا ہے فانكم اذا فقهتموها
اصابة كل عبد الله صالح في السماء والارض. (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۷۰)
سے بھی استفادہ فرمایا ہے۔ مگر انہوں نے یہ خیال نہیں فرمایا کہ حدیث مبارکہ بخاری
میں اس کا قلع قمع نہیں کر رہی ہے بلکہ خود سائنہ اسلام دشمن عقیدہ حاضر و غائب کی جنسی
کٹ رہی ہیں کیونکہ کاغذی صاحب اور ان کے ہم مسلک صاحبین کو یہی حاضر بلاتے ہیں مگر

جلنے حالانکہ سارے فائزات کے کالمین پر نیت ایک طرف اور آپ ﷺ پر سلام کی نیت
دوسری طرف ہوا۔ اے نبی و اُمّی و صلی اللہ علیہ وسلم۔ مگر چونکہ جناب نبی کریم
ﷺ کی آمد قدس کا کوئی بھی مسلمان بھی کامل نہیں ہوا اس لئے کسی کتاب میں نمازی
خداوند ہم پر یافتہ کی منقرا ہو۔

الغرض کسی کو بھی یہ اجازت نہیں دی گئی کہ جناب نبی کریم ﷺ پر سلام پھیرنے
وقت مقام اور صحت بھیجے کی نیت کی جائے معصوم ہوا کہ یہ عقیدہ بہت زماں بعد کا ایجاد
کر رہا ہے جو کہ ترکین و صنت اور تعویض است کی روشنی میں شد و باطن ہے مروجہ تحصیل کے
لئے ملاحظہ ہو۔ (مجموعہ محمد (ج ۱۰ ص ۱۰۰) مجموعہ سرحدی (ج ۱ ص ۲۰) فتح القدیر
(ج ۱ ص ۲۷۸) کتاب (ج ۱ ص ۷۸) غنیہ (ج ۱ ص ۷۸) بخاری (ج ۱ ص ۱۰۰)
ص ۲۷۸) 'برائع الصالح' (ج ۱ ص ۱۲۸) کتاب المغنی علی ذیاب اللہ (ج ۱ ص ۱۰۰)
(۱۶۶) 'خاصۃ العلماء' (ج ۱ ص ۵۹) 'تذوئی عاتقیری' (ج ۱ ص ۷۷-۷۸) 'طحاوی علی الدرر' (ج ۱ ص ۲۰) 'طحاوی علی الرازی' (ج ۱ ص ۱۳۹) 'رد المحتار'
(ج ۱ ص ۲۷۸) غنیہ (ج ۱ ص ۲۷۸)

الغرض تمام کتابوں میں یہ مسئلہ تحصیل کے ساتھ لکھا ہوا ہے جگہ بہ جگہ سارے فقہاء
نے یہ بھی لکھا ہے کہ موجود مسلمان صالح، امین اور مقرب ملک کے علاوہ کسی اور کی نیت
نہ کرے چنانچہ حلی کبیر ص ۲۲ میں ہے کہ درمیان غیر ہمدانی طریق نورانیوں میں
ہے۔ و بہ السفر علی الملائکۃ فذا نور الایضاح اس آیت پر بیشتر فقہاء
کرام نے تفصیل البشر علی الملائکۃ کا مسئلہ بھی بتایا ہے جس میں انبیاء و رسل کا بھی تذکرہ
ہے۔ مگر یہ کسی نے نہیں لکھا کہ نمازیوں کو انبیاء و رسل کی نیت کرنا جائز ہے یا
نہ کہ مرقی وغیرہ میں ہے کہ جو فرشتے نمازی کے پاس (پیشانی کے اوپر) درود شریف کہنے
کے لئے بیٹھے رہتے ہیں فرشتوں میں ان کی بھی نیت کرے مگر یہ کسی فقہان نے نہیں لکھا کہ
درود بخانے کی کیا ضرورت آگئے لہذا آپ ﷺ خود موجود ہیں۔ سب سے پہلے ان کی نیت
کی جائے۔ یہ فقہاء کے اس حلقہ مسلف سے واسطے سے کالمی مناسب اور دوسرے ان کے
ہم خیال حضرات سے نقل کرتے ہیں کہ وہ ان تمام روشنی و دلائل کی روشنی میں فکر آخرت
کو محض خاطر رکھتے ہوئے اور نبی کریم ﷺ کے ان شب و روز سنی جیل پر نظر کرتے ہوئے
جو آپ ﷺ نے امت کے عقیدے اور عمل کو ترک و بدعت سے بچانے کے لئے کرنا

ہے۔ چنانچہ حضرت سے دل سے غور فرمائیں اور فکر ان کی سمجھ میں بلاترگنی تو بلیغ خوفِ لومۃ
 لائم کے واقفانِ اخلاص میں درست عقیدہ اور عمل کا عائد فرمائیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد
 گرامی ایسے سو قنوی پر ہمارا کامل راجع ہے۔

ان العبد اذا اذنب ذنباً ثم تاب نوبة ثواب الله عليه
 رواہ البخاری .

یعنی بدلہ جتنے بھی گنہ اور برائیاں کر چکا ہو لیکن جب وہ اپنے رب کے
 حضورِ توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں۔

ہم نے علامہ ابنِ عساکر کے حوالے سے دورِ بہت سارے علماءِ اہلسنت
 کے حوالوں سے یہ عرض کر دیا ہے کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کے
 الفاظِ نبی کریم ﷺ کے تعلیم کردائیں ہیں۔ اس لئے کسی صحابی نے کبھی بھی نبی کریم ﷺ
 کی عدم موجودگی میں ان الفاظ کو درودِ سلام کے طور پر نہیں پڑھا مولوی محمد شفیع دکانوی
 نے اور دوسرے لوگوں نے شجرہِ عمر کی طرف سے یہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا
 رسول اللہ میرے رب کی کوشش کی ہے وہ غیر حجت ہے کیونکہ وہ تو ولِ نبی کریم ﷺ
 کا تعلیم کردہ نہیں ہے۔

طائبا (سیرت حلبیہ ج-۱ ص ۱۶۳) کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے سیرتِ حلب
 میں یہ روایت کے الفاظ سے ہے کہ کزوری کی علامت ہے۔

طائبا (تسمیہ الریاض کے حوالے سے ابوالکازی صاحب نے جو لکھا ہے صحابہ کرام الصلوٰۃ والسلام
 علیک یا رسول اللہ پڑھتے تھے اس کی بھی سند قاطب ہے۔ علامہ انس یہ بھی کہہ جاسکتا
 ہے کہ وہیں یہ الفاظ ہیں و المتقول فی تحیۃ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی نبی کریم ﷺ
 کی سبوح کی شبِ صحابہ اس طرح پڑھتے تھے چنانچہ آپ کی موجودگی میں الصلوٰۃ
 والسلام علیک یا رسول اللہ یا السلام علیک یا نبی اللہ آ کر پڑھا کیا تاہم اس کی
 مشیتِ سلام موجودگی کی ہے اور یہ عمل بھی ہے چنانچہ درودِ منورہ پر بھی اس تقریب کے
 تحت ان الفاظ سے صلوٰۃ و سلام پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن درودِ دراز اور نبی کریم ﷺ کے
 درود کے علاوہ کسی اور جگہ نہ تو صحابہ کرام یہ الفاظ بطور درود شریف کے پڑھ چکے ہیں اور

نہ تو فیہ القرون کے صلواتوں نے اور نہ بعد کے حضرات معتدین نے بلکہ یہ سب حضرات اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلط و درست درود شریف پڑھتے تھے۔

چنانچہ قاضی عیاض نے اپنی مشہور کتاب شفا میں بہت حد تک صحابہ اور بزرگان دین کے درود شریف لکھے ہیں اور وہ سب کے سب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔ اور کافری صاحبہ و غیرہ کو یہ شبہ تھا یا ان کی طرف سے یہ منافی تھا کہ درود ابراہیمی نماز کے علاوہ نہیں پڑھا جائیگا مگر یہ صحیح نہیں ہے یعنی ان کی جس روایت کو اوکاؤنی صاحب نے منقول بنایا ہے اس کے مقابلے میں بخاری و مسلم کی صحیح ترین روایات سے نماز کے علاوہ دوسری جگہوں پر درود ابراہیمی پڑھنے کو پسند فرمایا ہے۔ چنانچہ علامہ سیوطی فرماتے ہیں۔

والذی احتارہ لنفسه اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رقۃ الواعظ ص ۱۰۰)

تو ائمہ کے نبی ﷺ کو یہ درود و سلام سب سے زیادہ پسند ہے اس لئے تو نماز میں تہنیر کیا گیا ہے۔

الغرض امت محمدیہ ﷺ کے علاوہ اولیاء کاس پر اتفاق ہوا ہے تو جو درود نبی کریم ﷺ نے تعلیم فرمایا ہے وہ سب سے افضل ہے اس کے ہم معنی درود و سلام بھی بزرگان دین پڑھ چکے ہیں جس کو صاحبہ کالوسی نے اپنی معنی دہانہ ذکر بیان فرماتے ہیں۔ مگر انصوفہ و السلام علیک یا رسول اللہ یہ مختار و مہتمم منارہ کے علاوہ عجبت نہیں ہے۔ ومن ادعی فعلیہ الاثبات۔

میں فریق مخالف کے بعد سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ وہ ادھر وھر کی لائیں باتوں سے اپنے دل کو نہ بھلا دیں۔ اگر امت کے سارے مسلمانوں کو جو کہ نہ ہنس بلکہ اپنی تمام تر توجہ تحقیق کو اس طرف مبذول فرمادیں اور غیر القرون میں کسی مستند اور معتد سائنات سے ثابت کرا دیں کہ انان سے پہلے یا انان کے بعد یا نثر و نثر نماز جمعہ کے بعد کب اور کب یا اور اس نے کڑے ہو کر انصوفہ و السلام علیک یا رسول اللہ اور یا سلام علیک یا نبی پڑھا ہے۔ تحقیق کرتے وقت حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا منہ سے حکم و سلام زور سے پڑھنے والوں کو نکلنے کا واقعہ بھی ذہن میں رہنا چاہیے تاکہ تحقیق رہی اور بر محل ہونے کے علاوہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف نہ ہونے پڑے۔

بریلوی حضرات کی مروجہ صلوٰۃ و سلام ثلاث کرنے کی ہٹ دھرمی

اودکا ذی صاحب نے صلوٰۃ و سلام کو چار ثلاث کرنے کی جہ کو بخش فرمایا وہ ملاحظہ ہو وہ جب کسی صحن سے بھی یہ ثلاث نہ کر سکے کہ غیر انقرون میں نبی کریم ﷺ کے دوسرے اطہر کے علاوہ دوسرے رازظوں میں مسلمان درود امرا بھی کی جگہ مروجہ صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں تو یہ ایک بختانہ کارنامہ انجام دینے لگے انکار و اشر و اس کا ثبوت مطلق ہے اور صلوٰۃ علیہ وسلمو امین صلوٰۃ و سلام مطلق ہے۔ انقا حوت ہوا کہ ہر وہ درود شریف اور سلام جو ثلاث میں منع نہیں وہ جائز ہے۔ (راہ حق ص ۲۴-۲۵)

اودکا ذی صاحب نے جس طرح قیاس فرمایا ہے وہ اپنی جگہ انا بھاری ہے کہ شاید موجودہ زمانے کے جہت میں بھی مل کر اسے نہ اٹھا سکیں مگر کیا جائے کہ حضرات معلومہ کرام رحمہ اللہ نے صواعبہ و سلوٰۃ کو کذا و اشربو پر قیاس کر نہ کرے بجائے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ ہم صلوٰۃ و سلام کیسے پڑھیں اور غرور عالم ﷺ نے بھی کلو و اشربو پر قیاس کرنے کا نظم دینے کے بجائے خود اللہم صل کے الفاظ تعیم فرمائے۔ اودکا ذی صاحب کی تحقیق پل کو کسی کتاب گھر میں آدراں کرنے کے بجائے اس کے لئے مخصوص میں یہ قیاس کی شرطیں ملائی گئی جانی۔

۵۔ میں اصل دلائل بیان کر رہا ہوں

و یہ بھی ان حضرات کی کھاتے پینے کے حلقے میں جنور حلق اور اسی کو اودکا ذی صاحب کا محدث بنانا عجیب سے علاوہ غریب بھی ہے۔ سچ کھا گیا ہے کہ بھوکا ہر جگہ سے روٹی بچنے کی آواز دے گا۔

اودکا ذی صاحب تو اس بنیاد پر تشریف لے جا چکے ہیں۔ مگر ان کے یہ ہر نعوت موجود ہیں اور اس قسم کے مخالفوں میں جملہ ہیں۔ انہیں اگر محمد وین کی کتابیں دیکھنے کا وقت نہیں ملے تو کم از کم اریاء اللہ جن کے ساتھ عشق و محبت کے یہ دعویدار ہیں ان کی کتابیں مطالعہ فرمائیں تاکہ غائبات اور نبوت کے درمیان فرق کر سکیں۔

سے! الخ احمد سرہندی "بہنیں یہ لوگ بھی مجدد الف ثانی حلی حنیف کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی پکے کہ سہاوت پر آمنا نہ کرنے کو بہمت کہتے ہو تو کہ اس مبارک زمانے میں نہ قاتم موجودہ زمانے کے بہت ساری چیزیں جیسے مختلف قسم کے کپڑے، شل،

سنّت کی کتابوں میں موجود ہیں اس سے ان کو عبادت نہیں کہا جاسکتا۔ بلکہ عبادت کو عبادات
 کہا اور درحقیقت اس کی عبادت سے انکار کرنے کے حوالہ ہے۔ نیز کیا یہ لوگ اپنے ان
 بدعات حسد کے بارے میں یہ برہاشت کر میں گئے کہ ”برہین قطعیہ“ اور ”مبنی بر عرف
 و عبادت اسے“ نہ برہین و ملت۔ اگر من کے نزدیک بھی نہ تو ان چیزوں کا دین سے کوئی
 تعلق ہے اور نہ دین و ملت کے بھی ہیں تو پھر مسلمانوں کو کیوں لڑایا جا رہا ہے۔

بے خردی ہے سبب نہیں غالب
 کچھ تو ہے جسکی پردہ داری ہے

انہوں نے عمر بن عبدالمطلبؓ کے ہم پر کھانے والے ایک طرف تو اپنے آپ کو
 بزرگان دین کے مانے جانے قرار دے رہے ہیں مگر دوسری طرف حضرت محمدؐ الف جلی
 نیچے کالی دلی اللہ کے ارشادات سے انحراف اور ہٹ دھرمی برت رہے ہیں۔ اگر علماء
 و پویدے سے تمہیں اللہ واسطے کامیاب سے تو چلے جز کو آپ بھی محمد و حسین کرتے ہیں ان کی
 اطاعت کر لیجئے متعدد تبرعات سے بچا ہے۔

الحکمة ضالة المومنین انما وجدھا فهو الحق
 بانجلاھا۔ (امدیث)

راہیم ترا از حج مقصود نشانی

برعت حسد کے نام پر نئی عربی بیعت کی مبارک سنتوں سے منحرف ہونے والے
 اولیاء اللہ کے خلاف شمرے آئینہ میں ذرا اپنا عقیدہ مظاہرہ کریں اور محمد و صاحب کی یہ
 عبادت بار بار پڑھیں۔

”حسد و بدعت حسد ایک دیگر نام وجود کیے مستلزم نہیں دیگر حسد“ یعنی
 سنت اور بدعت آپس میں متضاد ہیں۔ بدعت کا مان لینا حسد کی نفی کرنا
 ہے۔ چنانچہ عبادت راضیہ موصوفہ یا امت مستلزم رفع حسد است۔ یعنی
 بدعت کو حسد کے یا حسد بہر حال حسد کو ختم کرنے والی ہے۔ (مکتوبات
 امام ربانی و متداول حصہ چہام ص ۶۷)

ہر کہ عاشق شد آئینہ عالم است
ناز کی کے راست آید بار مجاہد کشید

پرعت حسنہ کی بحث :

عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لما بعد فان عمر لما حدثت کتاب اللہ و غیر اللہ
عدي محمد.

یہ لوگ بدعت حسنہ کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ کاش کہ آپ علم مطلق کا پورا واسلہ صحابہ
قوی سے پرہیز کرتے تو آپ کو کلی طور پرئی کا فتنی مطوم ہوا ہوتا۔ مگر جن لوگوں کو نبی
صوم ﷺ صاحب ہوتی تو رسول اللہ ﷺ کا واسطہ عالیہ کل بدعت ضلالہ پر اطمینان
نہیں ہے اور وہ چیز کے پردے پاک کرتے ہوئے بدعت کو حسنہ سمجھنے کے قائل ہوں وہ
بھی بھی کامیاب ہو گئے۔

ایک مخالطہ اور اس کا جواب :

اول بدعت کو حسب قرآن و سنت میں کوئی چیز نہیں ملتی تو حضرت فخر بن اعظم رحمہ اللہ کا
جملہ ہوا میں نے رکوع کے بارے میں فرمایا تھا "لم نعت البدعة هذه" سرگزارش ہے
کہ اولاً تو بدعت رسول اللہ ﷺ ہے اہل سنت کی سمجھ کر کتب قادیانی ملکی میں ہے۔

دہمی سنۃ رسول اللہ ﷺ و قبل من سنۃ عمر رضی اللہ عنہ

والاول اصح. (ملکی ج ۲ ص ۱۱)

یعنی حق اور صحیح یہ ہے کہ میں رکعت تراویح باجماعت بھی رسول اللہ ﷺ کی
سنۃ مبارکہ ہے۔ شیخ رسول رحمہ اللہ کو کہیے بدعت کما چاہتا ہے بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
فرمایا کہ لکن كانت هذه بدعة لتعمت البدعة۔ یعنی اس سنت رسول ﷺ کو کوئی

پرعت مجھے تو پھر یہ بھری مروت ہے۔۔۔ مطلب یہ ہے کہ بدعت ہے ہی نہیں۔ یہ روایت کثر التعلیل میں بخاری کے باب علی الاتصال میں اور جعفر قزلباشی اور اسی طرح ابن سعد اور ابن نصر کے ہاں موجود ہے گویا اس کی مثال ایسی ہوئی ہے یا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قُلْ إِن كَانَ لِلرَّحْمَنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ یعنی کہلو کہ اگر اللہ رحمت کی کوئی اولاد ہوتی تو میں سب سے پہلے عبادت کرتے۔ تو جیسا کہ اللہ رحمت کی کوئی اولاد نہیں ہو سکتی کوئی سنت بدعت نہیں ہو سکتی۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا: قُلُوا بِهِ عَلَيْكُمْ بِسْمِ اللَّهِ وَالْخَلْفَاءِ فرمایا میں یہ دعوت صلح حدیبیہ کی آخر کتابوں میں ہے گویا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاتمہ راشدین کے طریقے کو بھی ست کہا ہے۔ اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بدعت بصر تبئیل کے تھی۔ کیا وہ ہے کہ فقہاء کرام نے نماز تراویح کو سنت اُمّیہ قرار دیا ہے بدعت ثلث ہے کی اصطلاح کبیں نہیں ہے۔ یہ حضرات جیسے عرابین عبد السلام وغیرہ بدعت تہ کی مثالیں دے چکے ہیں وہ صرف لغوی اور سطحی لغو کی تفسیر ہے ورنہ وہ حضرات بھی کل کل بدعت ضلالت کو عام قانون سمجھتے ہیں گوارہ ہے کہ ان پر لوگوں نے دین میں کوئی اضافہ نہیں فرمایا حفظ حق الدین میں دین الصید نہ کیا خوب لکھا ہے ”وَرَدَّ عَنَّا غُلَبِيَّ حَافِيَةً بِهَا مَسْأَلَةُ الْعَمُومِ“ (الحکام جلد ۲ ص ۲۲) آگے فرماتے ہیں رَحْمَةُ الْمَدْعَةِ الَّتِي الْإِسْلَامُ الْمَذْكُورَةُ فِي الْحَسَنَةِ وَالْمُسْتَفِئَةِ أَسَّسَ عَلَيْهَا إِثَارَةً مِنْ عِلْمٍ لِأَنَّهُ لَمْ يَرِدْ دَلِيلٌ دَالٌّ عَلَيْهَا وَلَمْ يَرَحُ حَبْلِيثٌ وَرَدَّ فِي هَذَا الْبَابِ رَاحَةُ الْمَدْعَةِ قَطْ۔ (عالمیہ)

یعنی بدعت کی تفسیر اور حد آور ہو سکتی باتوں میں علم کی جو بھی نہیں کہ عمر نہ ہو کوئی ایسی دلیل ہے اور نہ حدیث رسول ﷺ جس میں بدعت کی تفسیر کی گئی ہو یا حدیثیں سے لکھے کے بعد مزید فرماتے ہیں۔

ومن ثم أنكره المصحون في العلم الكتاب والسنة تقسيم

لمبدعة إلى الانفصال . (الكتاب للافحام جلد ۲ ص ۱۲۲)

یعنی جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن و سنت کا صحیح اور راسخ علم عطا فرمایا ہے وہ ہر بات کی حکیم کو انکار کرتے ہیں۔ آگے فرماتے ہیں کہ بدعت اہل حدیث ہی ہوگی کائنات ما کائنات ومن کائنات ما کائنات وکل بدعة ضلالة علی احلافہا یعنی بدعت جیسی بھی ہو اور ہرگز ایسی بھی ہو وہ کراہی ہوگی کیونکہ ہر بدعت کراہی ہے یہ حدیث عام ہے۔ مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ جو لوگ بدعت کو حدیث کہتے ہیں وہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو اپنے صحیح مسمیٰ سے اور حقیقی بنیادوں سے ہٹاتے ہیں نہایت اہل اہم میں غیر ذلیل لا من قرآن ولا من سنة ولا من اجماع ولا من اذام حلی وبعثتہ شبہ الیہی جو لوگ بدعتوں کو اچھا سمجھتے ہیں ان کے پاس نہ قرآن کی کوئی دلیل ہے نہ حدیث کی نہ اجماع کی اور نہ صاف شمرے تو اس کی مزید فرماتے ہیں۔ وحبیب الناب حجة مبدعہ علی کل خالف بالتقسیم و الاموال یعنی حدیث رسول ﷺ بدعت حسہ و غیرہ کے قائلین کے خلاف ایک روشنی دلیل ہے۔

وهذا الحق اليس له خلفاء بدعتی صرہ ہذا نظر بن

اولیاء اللہ نے بھی ہمیشہ بدعتوں کے خلاف جدوجہد فرمائی ہے "اولیاء اللہ کے مجدد ارجم کو مجددیت کا منصب عظمیٰ منصب ہوا ہے وہ کیا خوب فرماتے ہیں گفت اند کہ بدعت بردہ نوح است حسہ وبتہ یعنی کہنے والے کہتے ہیں کہ بدعتوں میں بھی ایسی اور بڑی بدعتی ہے۔

ایں فقیر در پیج بدعتی سے ازین بدعت حسہ و نورانیہ مشاہدہ میکند و جز غفلت و کدورت احساس نمی نماید اگر فرضاً عمل بتجدد را امریہ و ہمارے ضعف بشارت بطراوت و نظارت نبیلہ فرما کہ حدیث لیسہ گردند و اند کہ جزا شہادت و تداست نتیجہ تداست :

ترجمہ: یعنی اس فقیر (محمد و صاحب) کے نزدیک بدعت میں سے کسی بدعت میں حسن، اور نوراتیت نہیں دکھائی دیتی اور سوائے ائمہ حیرت اور پرہیزی کے بدعت میں اور کچھ بھی نظر نہیں آتا اگر آج بدعتوں کی چٹائی گزردہ ہے اور وہ بدعت کو محمد اور احمد دیکھتے ہیں تو کھن قیامت کے دن جب کہ ہمیں تیز کرناں جائیں گی تو سوائے پرہیزی اور شریعت کی کے اور کچھ نہ ہوگا۔

بوقت صبح شود بچہ روز معصوم
کہ باکہ باخت عشق در شب دجور

محمد و صاحب مزید فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ہر بدعت کو گمراہی فرمایا ہے جس معنی حسن و بدعت چہ ہو، اصل یہ سمجھتے ہیں کہ بدعت شخص پر بعض اوقات بدعت بدعت ہو، یعنی حدیث میں بدعت حدیث کی کوئی قسمیں نہیں ہے، جس بدعت پر ہی ہوئی مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کا نام بدعت حسن رکھ کر ہے خود کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی بدعت کو فقیر نے مانا ہے۔ (مکاتبات ماہ مہدی، مکتوبات محمد، سہ ماہی، ص ۷۰-۷۱)

”بدعت کا معنی و مفہوم“

ہر بدعت میں مٹوہ و دجور کو کہتے ہیں اور اس طرح شریعت میں ہر اس عمل کا نام ہے جس کا بانی میں کرنے کی وجہ شریعت میں ایسا ہی تھا اور وہیں سمجھ کر نہ کہ بوجہ ہمد میں کرنا یا جانے پر بدعت کہلاتی ہے۔ ہر آئین و حدیث کی روشنی میں دینی دشمنی کا نام ہے فساد القلوب جس کا نام ہے جن میں سب سے پہلا اور مقدس نبی کریم ﷺ کا زمانہ ہے اور دوسرا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ ہے اور تیسرا تابعین و محدثین ائمہ میں کا زمانہ ہے۔ اس کی مثالیں ان کریم پیغمبر کی حدیث میں ہے۔

حذر الخوارج فریبی نعم اللہ علیہم شرکھم کما الشرکین بلوہم
محدثات منسخرۃ و نیرہ۔

اس حدیث میں رسول کریم ﷺ نے تین زمانوں کو بھرتی زمانہ قرار دیا ہے۔

علماء نے ارشاد فرمایا ہے کہ ان نبیوں نے انوف میں خیر غالب رہے گا اور اصل طور پر دین میں کوئی کمی بیشی نہیں کی تھی۔ محمد نہیں اس کو ازمنہ العصور، غالباً یا غیر القرآن سمجھتے ہیں۔ شدید کی وجہ ہے کہ علماء بدعت و جال کی کتابوں میں ان قیوم زمینوں کو حقد میں گادہ کرتے ہیں 'حقد شمس الدین و تہمتی' کہلاتے ہیں۔

"فالحاد، الفاسل بین المعتقد والمعتاخر هو رأس صفة"

تلفیظاً "مبدأ الاعتدال (یعنی دوسرا)"

بدعت کی مذکورہ تعریف علامہ شامیؒ نے اپنی کتاب الاعتصام فی (ج-۱) ص ۲۶-۲۷ پر فرمائی ہے اس تعریف کے پیش نظر مروجہ بدعات و آسمان بھی جا سکتی ہیں۔ مثلاً صلوة و سلام کا باقی (پڑھنے کی وجہ) قرآن کریم کی آیت ہے اور احادیث میں آئے جو درود شریف کے بارے میں آئی ہیں 'نبی کریم ﷺ کے زمانے میں اذان بھی جاتی تھی۔ وغرض صلوة و سلام پڑھنے کی وجہ بدعت مروجہ تھیں مگر بدعت عامی ان اللہ و علیہ السلام کی کتب بھی پڑھی گئی حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خیر القرون کے مسلمانوں کو یہ مسئلہ معلوم تھا کہ صلوات میں درود شریف پڑھا، عاقبت ہوتے اور ثواب حاصل کرنے کا عقیدہ زریعہ ہے، لہذا ہر لوگ، خاص میں اہتمام کے ساتھ درود والی آیت پڑھتے ہیں وہ دین کے اندر ایک بدعت کا گناہ کرتے ہیں انہیں کہ دعا کرنے وقت اللہ تعالیٰ سے توبہ و زاری اور معافی مانگی ضروری ہوتی ہے مگر اب دعا میں بھی بدعت بمعنی عظیم گناہوں کے ساتھ مانگی جاتی ہیں۔

اسی طرح اذان سے پہلے یا اذان کے بعد بان و وجہ مروجہ ہونے کے غیر اعتدال کے سمجھنے والوں نے صلوة و سلام یا گواہ بلکہ کبھی نہیں پڑھا، لہذا اذان سے پہلے یا اذان کے بعد مروجہ صلوة و سلام پڑھنا بدعت اور گناہ ہے اسی طرح محفل ایجاد شریف کی وجہ نبی اکرم ﷺ کی ولایت و مسابقت ہے اور اس دن کی بزرگی، شرافت اور خیر و کمال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خیر القرون کے مسلمانوں کو زیادہ معلوم تھا مگر انہوں نے ان باتوں میں میلاد کے عام رسم کوئی محفل نہیں کیا، لہذا مروجہ محفل میلاد بھی بدعت، میں درود و ثواب جیسا کہ معتقد نہ تھا صحیح البخاری کی کتاب الصوم کے باب میں کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معتقد کرتے تھے کہ اس لئے محفل میلاد پر درود سے رخصتی جیسا کہ کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن یہ وہ ان کا نبوت

خیر القریں میں لے کر دیا جا اور پانچ لاکھ انعام کی وجہ سے ان زمانوں میں مسکرات تھی اس زمانہ
 وہ مدت کی تحریف ہی میں داخل نہیں

ظرفہ تماشہ

موجود زمانہ کے مینہ خاںوں کے بخاری کی ایک روایت سے استدلال کیا ہے
 چونکہ یہ امت کی حسب بات ہے اس کے کھولنے میں نہ کہتے ہیں کہ بخاری شریف میں
 ہے کہ ابو موسیٰ کے نبی کریم علیہ السلام کی ولادت ہمسوہ کے نبی خیر القریں نے غوثی میں اپنی
 ایک کتب کو آزاد کر کے اٹھائے تھے میرا کا اظہار ہے ۱۰

شرایع اللہ قانی اس مدت کو اپنے انوں کے سزاؤں میں سے تھوڑا سا دور چاہے ہیں
 اس سے علماء و دانشور جب اپنے دور کے ہیں مدت کو دہائی کے حسب سے انہوں نے لے کر
 کیا اس میں ان کو کچھ بتایا جا رہا ہے ورنہ وہ حسب کے محل سے استدلال نہیں کیا جاسکتا ہے ؟
 ذائقہ مدنی و اعدائے الاحقرۃ النور وانی و اعدائے

کیونکہ صحابہ کرام علیہ السلام اور خیر القریں کے اصحابوں نے بلکہ پھر سوسالی تک کسی بھی
 اصحاب نے ابو موسیٰ کی یہ تصویر نہیں کی ورنہ اہل یرمات کے پھولوں اور پتوں میں کب
 چھینچ کے کہ وہ موت آئے کہ یہاں تاریخ نو کی صفائی نے بھی سختی میں یہ علم دیکھ کر
 کہانی سے کہ اور یہ امر مسلمہ اور امام بخاری کی کتب میں نہ ملتا ہے ورنہ کتب و روایات میں
 مدت نہ بھی کبھی اس قدر ذکر نہ ملایا ہے ؟ اور ابھی تو یہ الامانات

طریقہ تحقیق

۱۔ تاریخ الامم و الملوک اور تاریخ الامم و الملوک ہے اور ولادت و وفات کی تاریخ صحیح قرآن کے
 مطابق ہے اس میں ہے اگر کے آج تک مصنفوں میں تاریخ الامم و الملوک و ولادت کے دور
 سے کیا جاتا ہے کہ تاریخ و ولادت کے یہ لوگ ہر ولادت میں تو کوم ولادت سے لے کر گویا
 مطلقانہ میں بتا دیتے ہیں کہ تاریخ کی ولادت یا وفات کے یہ ہیں ۔

نیز اس کو بدعت حسنہ یا مندوبہ یا مبارک کہہ دیا ہے۔ حقیقت میں ان میں سے ایک بھی سیرے سے بدعت ہی نہیں ہے۔ مثلاً بدعت وادب کی میں علم انسودنیرو سیکھنا لکھنا یہ حالات تاریخِ حرم کی تمام کتابوں میں یہ لکھ ہے کہ نحو کا بانی ابو اسود دہلوی سے ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے شاندار تھے اور نقل فہرست مرفوع و منکح و مفعول مصدب و مبدع و مصلح تھے وہی احداث سحر کر۔ فتح میں لکھا کہ ان چیزوں کی غیر قرون میں بسبب دیوہات پائی گئیں تو ان پر عمل کرنا منع تھا بالخصوص بدعت ہی نہیں اسی طرح بدعت مندوبہ میں اختراع از نو بنانے جائز۔ اور موقوفہ اور محاسن و مہاجر و غیرہ لکھ دیا ہے حالانکہ یہ سب کام غیر قرون میں ہو چکے ہیں تدریجاً یا احداث نہیں تھی کہ روایت کے مطابق خود بھی انہیں پہلے میں نہ کھوت یا حد پکے ہیں اور پھر حضرت قمری رحمہ اللہ نے دور غارتگی میں تو اس پر بھائی صوبہ ہو چکا ہے کہ یہ بدعت ہی نہیں بلکہ سنت رسول رضی اللہ عنہ اور سنت صوبہ پیچھے ہیں۔ تفسیرات اقدم کے سے ملاحظہ ہو۔ (فتح مہادی)

ج۔ ۱۰ ص ۱۳۰ نظام لا کلام ج ۱ ص ۱۲۴

مداہلہ سے کیا وکی تو یہاں ہی حضرت میں پہلے ہو حضرت حسن بصری نے ہالی ہے مادہ جو سلاسل اور یاد اور احداث المصروف و غیرہ۔ بنائے مدارس کے بارے میں حفظ العلوم کا اگر ابھی بھی تذکرہ چکا ہے خود امام مالک نے جوئیہ انقرون کے زمانے کے ہیں ان کے درس میں جب وقت فارسیں خود تھے امام شافعی اور امام احمد وغیرہ موجود تھے "غرض مدارس اسلامیہ کا دور نیز قرون میں طہرانی قمریہ ہو رہا تھا

کلیں مد ظہر کا ثبوت قرآن کریم و سنت رسول رضی اللہ عنہ و اوتوس غیر ائمہوں سے ہے چنانچہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا مدناہ و اپنے زمانے کے کافر کے ساتھ حضرت مولیٰ رضی اللہ عنہ کا سہار و فرعون و ثلث کے ساتھ اور یوں کہہ رہے ہیں کہ ان کا ماسر و ملک سہار و ولد نجلان کے ساتھ تو ان کی رو میں موجود ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علم سے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے تفسیر سے مدناہ کیا۔ جس کا موضوع ان لرحکمہ الامان تھا جو تفسیر قرآن سے تفسیریں اور محدثین کے منہ سے اس کثرت سے واقع ہوئے کہ تاریخ میں غلطی اتنی ہی اسباب غلاما امتداد میں و مستند فہرست ج فرہ۔ فیما ملاحظہ ہو لطیفات و فہرست

انہی۔

کیا بدعت حسہ قابل عمل ہوتی ہے؟

بعض اہل بدعت اس مسئلے میں ہیں کہ اگرچہ مسعودی، مسلم و یحییٰ و احمد نے کفر
بجو لوگوں، ان کو اس کو بدعت نہ بھی کہا ہے مگر ان پر گمان ہو سکتا ہے یہ وہ وہ شیطان
ہے جس میں اچھے خالص خیر الیہ کو جتنے دیکھا تو ہے اس لئے عرض ہے کہ خدا را خبر
آفرستہ کرے لیکن جو یہ جو یہ ملو یہ ملو اس مرتبہ عالمیوں کو طغیان دیکھا جاتا اور پھر
مروجہ جسے کہ تمام فرائض سے اور عبادت سے کہ گزرتے پر ہے ۴

سنئے ایسا چلتا رہا راجہ کتہ پور اندر بسا

یہ دوسری بات ہے حضرت خذواء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی میں سے ہمارے
میں یہ فرق ہوتا ہے کیا بدعت ہے بدعت و تقیہ لڑنے ہیں کہ اس میں کوئی ترک کر دے
ضروری ہے تاکہ بدعت جیسے شہادے خلافت نہ پائے کیونکہ بدعت سے بچنا فرض ہے ملک
الکرام و امام ملازمین کو راجہ علی بن فرات کے ہاں اسلئے مقرر تھے ہیں

و النفع ان ترد بین الناس و المذمة تعبد حویۃ الذمۃ

لان الامناع من المذمة فاعین ولا فرصة فی تحسیر

نفسہ او اگر احب بل مع التصانع (دیلمی القصار ج ۱ ص

۱۰۰ ص ۱۰۰)

ترجمہ: یعنی عمل حسب بدعت اور بدعت کے بچنے میں کیا تو بدعت فی حد
غالب ہوئی کیونکہ بدعت سے بچنا فرض ہے اور عین اور جادہ کا انہما
و بقاء فرض نہیں ہے۔

بریلوئی سمرقند کو پھرتے اس سے ضرر ہو رہا ہے اس سے کہ کوئی مسلمان اسے کا
ثبوت دیتے ہوئے عبرت حاصل کرے چاہئے کہ اس جہان بدل میں امت کو والا جائز ہا
ہے ساتھ قتالی شہادت فراہم آئی کو بھی حد رسول اللہ کی بدعت سے بدعت کو قیض عطا
فرمائے۔

کیونکہ یہ اصل کوئی ایسے عمل کے بارے میں ہے جو بدعت اور بدعت کے درمیان

انسانی ہو۔ یہی کیفیت یہ ہے کہ جن چیزوں کو ہم بدعت کہتے ہیں جیسے مردہ صلوة و سلام، یہ عزائم بھی، سے بدعت کہتے ہیں تب تو حد کی قید لگاتے ہیں مگر اس کو یہ بھی نہیں سمجھتے ہیں انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ جب بدعت سے بچنے کے لئے سخت چھوڑنے کا حکم ہے تو بدعت حد تو کوئی چیز ہی نہیں ہے کیونکہ حدت بھی مرتبت تو بدعت حد کی ہرگز نہیں ہو سکتی تاہذا انہی میں فراموش کو اس میں بھی ختم کیا جاسکتا ہے کہ ایک فریق ہے جن کی عمارتیں گوشل بہ منزلت کو زکوہ کرنا اور بدعتوں پر جان دینا ہے دوسرے فریق وہ ہے جو بدعتوں سے نفرت کرتے ہیں اور اس سے بچنے کی تلقین کرتا ہے اب اہل سنت والجماعت ان دونوں میں سے کون سا فریق ہے علامہ ابن کثیر جو قرآن وحدیث تاریخ کے سلسلہ امام ہیں ان کے الفاظ میں اہل سنت کی نشاندہی سن لیجئے دو سورۃ اشفاق پڑھ کیت ۲۰ آلو کائن اللہ تعالیٰ سبحانہ الیہ کی تفسیر میں کہتے ہیں

ولما اهل السنة والجماعة فيقولون في كل وقوع لم
يثبت عن الصحابة رضي الله عنه بدعة لانه لو كان محبوا
لسبقونا اليه لانهم لم يتركوا ما حصل من حصول الخبر الا
وقد بادروا اليها. (تفسير ابن کثیر ج ۲ ص ۵۱) مختصر تفسیر ابن کثیر
ج ۲ ص ۲۸ (۲۸)

یہی اہل سنت والجماعت وہ لوگ ہیں جو ہر ایسے قول و فعل کو جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (خیر القرون) سے ثابت نہ ہو اس کو بدعت کہتے ہیں کیونکہ اگر یہ قول و فعل کسی خیر کا ہوتا تو ضرور اس کو کر چکے ہوتے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کوئی خیر اور نیک عمل نہیں چھوڑا (خیاری طور پر) بلکہ انہوں نے خیر اور نیک کے تمام احوال (اصولی و فروعی) انجام دیئے۔

لیجئے حافظ ابن کثیر جو اہل سنت والجماعت ان لوگوں کو قرار دیتے ہیں جو کہ خیر القرون کے بعد نوزاد ہو چکے وہ بدعت کہتے ہیں مگر زمانے کا خطاب دیکھئے کہ آج جو فریق اہل سنت سے لے کر ناز و عنایت اور احوال سے لے کر عقائد تک بدعات میں مبتلا ہیں وہ اہل سنت بنے بیٹھے ہیں اور جو بدعات کے مقابلے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خیر القرون کے تعامل کو معیار عقیدہ و عمل گھمراہتے ہیں ان کو وہابی کہتے ہیں۔

خود کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خور
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

علامہ شامیؒ عزا علی نے لیا خوب لکھا ہے کل مہدع بذعی اُنہ ہو
صاحب السنۃ دون من بخالفہ (کتاب الوصایہ ص ۱۰۷) یعنی بربد مٹی =
دھوئی کرتا ہے کہ میں وطن سنی ہے اور نہ اس کی مخالفت کرتے ہیں وہاں سنت میں ہیں۔

بنائے بعد صوب نظرت گوہر خود را
میں نکال شست بتصدیق خرمے چند

بریلوی مکتبہ فکر کی خدمت میں ایک سادہ سی گزارش! مندرجہ بالا
قصیدت اور دلائل کی روشنی میں ثابت ہوا کہ اہل سنت کی یہ امتیازی شان ہے سنت کو چاہنا
اور بدعت کے خلاف کھڑا کرنا اور جب ایک قریبی صلیب صرف کہ رہا ہے کہ وہ بدعت پر طس
چلا ہے تو آپ ان کے اس قرار کے بعد ڈاٹے سنی نہیں بلکہ بدعتی کہا جاسکتا ہے یہ تو یہ
بات وہ تسلیم کر چکے ہیں کہ جو بدعت سارے عقائد و اعمال وہ بدعت کہتے ہیں والہ انما
ضروری ہے کہ وہ بدعت کو حسد سمجھتے ہیں اور اہل حق ان کے ان اہل بدعت کو بدعت سمجھتے
ہیں اور ہم ان کے اعمال کو بدعت اور کرنے والوں کو بدعتی کہہ سکتے ہیں ہاں ہم سنیہ کا لفظ
بدعتی سمجھتے ہیں وہ حسد کا لفظ بولنے کی وجہ سے کہیں ہاں نہایت کہیں کہ بدعت حسد
کر رہے ہیں لہذا یہ ایک نزاع تو بڑے آرام سے طے ہو جائے گا کہ وہ سنی نہیں بدعتی ہیں
مگر صنی ہیں۔

کل مومن عمام جہاں مودعت تھا اوروں کا سر
آج اسی کوچہ میں خود اس کی عجمت ہو گئی

اور اگر یہ لوگ نہ دیکھیں تو پتہ چلا کہ ال میں جو بھی مانتے ہیں کہ بدعت خلاف سنت
عمل کا نام دیتا ہے اور اس کے کرتے والے امرچہ حسد کی میت کر لیں تو سنی نہیں کہلاتے
چاہتے بلکہ بدعتی کہلاتے ہیں۔

تو حضرات! جن کا ظاہر و باطن ایک نہ ہو وہ کیسے سچے مومن ہو سکتے ہیں؟

يقولون بالسنه ما ليس في خلاصهم

نیٹے کے گھر میں بیٹھ کر پھر ہو پیچھے
ہمارا اپنی پہ وقت تو دیکھتے!

اسلام میں مجدد کا مقام اور پردگرام

جو حضرات ہماری نگہداشت چاہیں گے ان پر عیاں ہو گا کہ ہم نے بدعات کے رد میں اس وقت شیخ احمد سہمدی المعروف بہ عبد الغف ثانی کے مکتوبات شریف کے حوالے سے گفتگو میں کیا ہے شاید بعض دوستوں کو مجدد کے بارے میں پوری مصورت نہ ہو اس لئے انہیں عرض ہے کہ سنن ابوداؤد کے اندر نبی کریم ﷺ کا چار شاگرد گرامی موجود ہے۔ ان اللہ عز و جل بیعت لفظ الامۃ علیہ و اس کل مائۃ سنۃ میں مجدد مقرر فرمایا (رواہ ابوداؤد مشکوٰۃ شریف ج ۱ ص ۶۹) یعنی ایک اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر سو سال کے آغاز میں ایک مجدد پیدا فرماتے ہیں ہر اس امت کے دین کو نئے سرے سے پہلے سے یعنی گزشتہ ہوئے سو سال میں جتنی بدعت اور حد ثات دین میں پیدا ہوئی ہیں ان سب کے مقابلے میں ملت کو زندہ کر کے باطل سے کھینچ کر نئے عینے را اس کل مائۃ سنۃ کا زمرہ ہر صدی کے آخر سے کیا ہے کیونکہ ایک صدی کا آغاز گذری ہوئی صدی کا آخر ہوتا ہے۔ چونکہ حدیث میں سنت کو زندہ کرنے کے لئے مس مجدد کا لفظ آیا ہے اس لئے اس مبارک سنتی کا نام امت کے ہی مجدد پڑ گیا۔

تاریخ میں حضرت عربیہ عبدالعزیزؒ سے لے کر حضرت مجدد الغف ثانی تک مجدد دین کا یہ سلسلہ جاری رہا مگر کوئی ایک بزرگ بھی مجدد کے نام سے اسے معروف و مشہور نہیں ہوئے جتنے حضرت مجدد صاحب ہوئے۔ یوں وجہ ہے کہ حضرت شیخ احمد سہمدی کے اصل نام کے بارے میں بہت کم لوگوں کو علم ہے بلکہ آپ کا نام گرامی ہی مجدد بن چکا ہے۔ حضرت نے پوری زندگی جو تجدیدی کارنامے انجام دیئے ہیں۔

ان میں سے سب سے بڑا کارنامہ خاندان سلطیہ کے قرحونا وقت جلال الدین محمد کے گھر سے ہوئے دین الہی کو ختم کرنے کا ہے۔ تاریخ ہند کا سلسلہ کرنے والا کوئی بھی شخص

اس سے بے خبر نہیں ہو گا کہ دینِ حق کو قرآن و حدیث کے دلائل کی روشنی میں ارضِ ہند سے ختم کرنا ہی وہ کارنامہ تھا جس کی بدولت حضرت محمدؐ دہانے لگے۔

آپ کا درِ مزاہم کارنامہ جو ملت کی صحیح کنی ہے جن میں سے بدعتِ حسہ کے خلاف آپ نے جو راستہ اقدامات فرمائے ہیں وہ بھی آپ کے چھوڑی کام کا درِ ختمِ ناسب ہے زمانوں کے گزرنے سے جہاں بدعتِ ساری خرابیاں پیدا ہوئی تھیں ان میں سے ایک خرابی بدعتِ حسہ کی اصلاح تھی جس کو آپ نے فراموشی اور غور ایمان سے مٹا دیا اور صرف یہ نہیں کہ بدعتِ حسہ کی اصطلاح سے انھیں فرمایا بلکہ آپ نے غور سے دلائل اور چودہ لاکھ کے سپاہی کے زور سے نیا کریم نظام کا سرِ سرِ مہار کہ کل بدعتِ حسہ کو اپنے تجدیدی کام کا حیدر بنایا اور مخالف انھوں میں بدعتِ خواہ حسہ جو راستہ سنت کے خلاف بغاوت اور دھمکی طاقت فرمایا آپ کی وہ وصیت جو علماء اور مشائخِ اہلسنت کے ہمیں آپ نے فرمائی کہ آپ بدعتِ حسہ سے گریں گے خواہ کچھ بھی ہو لیکن سنت کی لڑائی رکھتے ہوئے بدعت کو بھی حسہ نہ کہیں اور نہ ایسا لڑائی دیں۔

پنانچہ فرماتے ہیں اظہارِ وقتِ راحرت حق سبحانہ و تعالیٰ لفظِ دہار کہ
 بحسن بیچ بدعت لب نہ کشاید و با تاننا بیچ بدعت فتویٰ نہ رہند اگر اس
 بدعت در فکر شان در رنگِ ملا صبح روشن در آید۔ (کتبہ جامعہ امام ربانی
 دہر دوئم حصہ ششم ص ۷۷)

یعنی علماء دین کو اللہ تعالیٰ لفظِ سطا فرمائے کہ کسی بھی بدعت کو حسہ نہ کہیں اور نہ بدعتِ حسہ کے فتوے دیں اگرچہ بدعتِ ملا ہر بیچ صادق کی طرح چمکی ہو لیکن نہ نظر آئے۔ آگے فرماتے ہیں ”چہ قول است شیطان را در بارائے سنت سلطانِ عظیم است“ یعنی یہ سب کچھ شیطان کا دعوہ کہ ہو گا اور نہ بدعت کبھی حسہ نہیں ہو سکتی کیونکہ یہی شیطان فرما چکے ہیں کل بدعتِ حسہ لالہ کہ ہر بدعتِ گمراہی ہے۔

یہاں یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ مجدد سے متعلق اس حدیث کی شرح میں تمام مشائخِ حدیث نے یہ لکھا ہے کہ مجددِ سنت کو زندہ کرے گا وہ بدعتِ حسہ کا اس مسئلے میں حضرت مجددِ عالم کا تجدیدی کلمہ بدعت ہی روشن ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ تحریر لکھتے وقت تک ہمیں کوئی بھی ایسا مسلمان معلوم نہیں ہے جس کو حضرت ابوہریرہؓ کے تسلیم نہ ہوں آپ کا یہ لفظی حکم اس بات کا متقاضی ہے کہ بدعتِ حسہ کے بہانے سنتوں کو

عمر چارہ نہ کیا جائے کیونکہ حضرت مجدد صاحب تو ان دو باہم اور مقابلوں کو داخل کرنے کے لئے حریف لائے تھے اب آپ کو مجدد ماننا اور پھر بعض لوگوں کی ان باتوں پر دہر کرنا کہ ”نیک بات اگرچہ بدعت و نوپیدا ہو اسکا کرنے والا سنی ہی کہلائے گا نہ بدعتی نیز ہر بھی بدعت سنت میں داخل ہے اور قیامت تک نئی نئی نیک باتیں پیدا کرنے کی اجازت ہے“ (ملاحظہ ہو فتاویٰ افریقہ ص ۱۱۲-۱۱۳) ”طبوعہ مہندہ پلشنگ کمپنی ہند روڈ کراچی“

یہ دو متنازع نظریے ہرگز جمع نہیں ہو سکتے اور چونکہ مجدد صاحب ”محقق علیہ مجدد ہیں اور حضرت کی مستثنائے حدیث و ائمہ و اہل کی قسمی کہ دین میں نو نو چیزوں کو رد کر دیں اور حضرت نے یہ زیطر بھی چکی خوش اسطولی سے دفرمایا تو یہ جہاں تک حضرت مجدد صاحب کے مجدد کمال ہونے کی دلیل ہے وہاں قیامت قیامت دین میں نئی نئی چیزوں کو داخل کرنے والوں اور ان بدعات کی ترویج کرنے والوں کے جھوٹا ہونے کی بھی بڑی دلی دلیل ہے۔

مجدد صاحب نے علماء دین کو اصیت فرماتے ہوئے یہ دعا فرمائی ہے کہ وہ بدعات کو حستہ کہنے سے پرہیز کریں۔ الحمد للہ مجدد صاحب جیسے بزرگ کمال کی یہ دعا نے قوتیں جن لوگوں کو مضبوط ہوتی ہے وہ بدعات کو حستہ کہنے کے متبادلے میں سنتوں کا حسن و نور بیان فرماتے ہیں اور ہر نوک، تیغام اور ایوید حستہ کہتے تھے ہیں وہ دین میں نئی نئی چیزوں کو داخل کرے مبادت اور سنت سمجھتے ہیں اور نئی کریم چٹانے بدعتوں کو بدعت عظیم فرمائی ہیں ان کے صدق میں رہے ہیں۔ اب قارئین حضرات خود فیصلہ فرمائیں کہ حق پر کون ہیں اور باطل پر کون اور سنی کون ہے اور بدعتی کون؟

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ
الْبَيِّنَاتُ وَإِنَّكَ لَمِنْ عَذَابِ شَقِیْمٍ .

ترجمہ : اور ان لوگوں کی طرح نہ جو جنہوں نے دین میں تفرق اور اختلاف کیا، عاقلانہ دین کے پاس روشن دلائل آچکے تھے اور یہ وہ لوگ ہیں جن کو یہ عذاب ہو گا۔

تذکرہ اس تحریر کے وقت رابطہ عالم اسلامی جو دنیا کے سبھ ممالک پر مشتمل ایک دینی تنظیم ہے اس کی طرف سے ممالک اسلامیہ سے یہ سفارتیں کی گئی کہ اذان کے مول

وآخر میں جو الفاظ صلوات و سلام کے ایجاد کئے گئے ہیں ان سے پرہیز کرنا چاہئے۔ ورنہ اس وقت تک اس سرگرم و ساجد اوقاف کے عسکرات کریں مگر افسوس کہ اس ایمان اقدار اور نظریات اعلیٰ سنت کے قیام و سرنگار بعض امداد ران حکومت نے بھی جابر پستانہ کئے جو نے پائے درجے کی ہدایت اور فرائض سعی کی ادائیگی سے فطرت پرست کا شعور دیا حالانکہ اولاً جو حکومت اپنے آپ کو اسلامی کہلاتے کی دعوہ دار ہو قرآن، سنت اور چارہ حراموں کے ساتھ تھل امت کی روشنی میں اس کا فرض ہے کہ وہ بدعات پر بحث قسم کیا پابندیاں نکالے اور اس جملے میں کسی ایک آئینہ روئے کو چھائے نبی اللہ کی حد و نصرت پر مجروح نہ رہے اعلیٰ بدعت کے موصول کو تو ذکر رکھ دیتی یہ کہ مسلمانوں کے دنیوی مسائل سے جدا دینی مسائل کے تحت کی ذمہ داری حکومت اسلامیہ پر ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں لکھایا ہے۔

لَا دین الا منکھم فی الارض الامور الصلوۃ واتوا

لرکوع وانمروا بالمرزف انہوا عن انفسکروا

عافۃ الامور - (سورۃ الحج)

ترجمہ: یعنی کہ جن لوگوں کو ہم نے زمین میں حکومت و اختیار دیا ہے اصول نے انھیں صلوٰۃ و رکوع کو قائم کرنا ہے اور غلبہ کی تلقین اور برائیوں کے خلاف میں ہر وہ ثابت اور تمام کاموں کا انجام اللہ کے واسطے ہے۔

تعمیر کیر میں تمہارے و المراد من هذا انکمن المستطیع و نفاذ القول

علی الخلق (تعمیر کیر پارہ ۲ سورۃ حج ص ۴۱)

یعنی آیت میں سطحت و حکومت کی ذمہ داریاں بیان ہوئی ہیں جس کی باری ذمہ داری اللہ کے قانون کا حقوق پر قائم ہے۔ تعمیر کیر میں یہ بھی درج ہے کہ ہمیشہ حکومت اللہ تعالیٰ کی رہے گی دوسری حکومتیں لانا، ختم ہو کر رہیں گی۔ گو یہ امر امارت حکومت کو دوسرے قرآن ہے کہ وہ اپنی درجہ کی عزت کو بچھلے ہوئے بہ طاعت کا ہرگز مستحق نہ ہیں کیونکہ یہ حق کی ان ذمہ داریوں کے خلاف ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر عائد ہیں۔ علم، اعلیٰ حدت نے یہ بھی لکھا ہے کہ عراغیت و سنت و بدعت پر حق من لکھتے نہیں۔ مشہور مفسر عالم علامہ نور دین قرہ بائی ہیں کہ اگر مطلق صافین کے علمی کے خلاف کچھ لوگ دین میں اضافہ و بہار

کہ لیکر دو کوٹوں کو ان کی طرف ایلٹ دینے میں اور نمراد کرتے ہوں تو باوجود وقت پر فرض ہے کہ وہ طاعت کے فوراً سے اس بدعت کو ختم کر دے اور دیکر قریمہ کی روشنی میں ان کے نظریات کے نفاذ کو عیاں واضح کر دے۔ علامہ ماوردی نے یہ بھی کہا ہے کہ بدعت کرنے والوں کے بھی حلقہ پیا ہو سکتے ہیں۔ میر کہ ہر نمراد کے ساتھ ایسے دالے ہوتے ہیں علامہ ماوردی نے اس میں غور و فکر فرمایا تو

”لزم تسلط ان شخصہ بر وجہ اجر السلطنة عليهم رادعة
و بوضع بدلائل الشرع فساد معادلة فان مكن بسطة
مستغنا وانكل مستغني منعا“ (۱۰۱) (۱۰۲)

علامہ ماوردی نے تواریخ وقت کی اس نامہ داری کو اس لیے اسے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ اگرچہ لوگ اسے جوہر جو کلمات تو علماء میں نہ ان کا تقبیح اور جس انسان طلب اور قرآن و سنت کے خلاف بدعت کا اور بدعتیہ واقعے نے ان کی زبانوں و دستوں کا اور زبانوں سے ماننے ہوں تو باوجود ان کو سوائے نمراد کے جوہر و بدعتیہ اور بدعتیہ نہیں سمجھتے اور اسے دور بادشاہ وقت پر دین کا یہ حق ہے کہ وہ انہیں غرق دین آجائے اور انہیں بدعت سے باز رکھے۔ علامہ ماوردی کی عربی عبارت ملاحظہ ہو۔

وهكذا لم اجد بعض النور المثل فولا عرق به
الاجماع وحالف اليه النص ورد قوله فساد معادلة
السكره عليه و لا حرد عنه فان اجمع وقاب و لا فساد سلطان
بندھارہ اب الماہین الحق۔ (۱۰۳) (۱۰۴)

علامہ ماوردی نے ان شخصیات سے ذرا روشنی کی طرف یہ بات واضح نہیں کہ حکومت اسلامیہ کا تعلیم فہم ہے کہ بدعت پر پابندیوں لگانے بلکہ علامہ ماوردی نے یہ بھی لکھا ہے کہ دیگر قرآن کے ترجمہ و تفسیر نے انہیں نے شیعت بدعت و تحریف کا ارتکاب کیا نہ تو حکومت وقت میں کے خلاف بھی کچھ سے قرآن سے مطلوب تھا کہ ان سے کسی یا انہیں کے بعد سرحد صریح و مسلمہ ہو کہ فہم مخالف کے ہیں لیکن اسلئے بدعت ہے پر پابندی لگانا ایضاً اہل اسلامانی سے بڑھ کر حکومت یا کتب کی رسم و رانی تھی۔ اور

اس سے قبل جس فرقہ کے پرستاروں نے کہا تھا کہ قرآن کریم بھی عظیم
 اہمیت رکھتا ہے اس فرقہ کا پیغمبر کے سامنے سے سیات وہ وقت کا یہ اور کتاب ہے جس
 کا راسخ شدت قرین قرین ہی کے علماء حق کا "عہد قرآن" امر میں ہی ہندیت رکھتے ہیں۔ اس
 فرقہ کا پیغمبر پر پڑنا ہی اگلے کا ائمہ ہے۔ مگر یہی فاسد ہادی سب سے زیادہ حکومت
 پاکستان پر۔ کہہ دیتی ہے کہ وہ اللہ کے ایسے ہی غیرت کرنے والے قرآن عظیم کو قویف :
 چھتے ہوئے پروردگار امامی مگر کہ ساتھ ساتھ وہ کائنات کے سب سے بڑے قرآن و پیغمبر
 پروردگار اگلے اور اپنے قرآن بھی پروردگار کی طرف سے ان پر عالم ہیں ان سے جلد و شہ
 نہ جائے کیونکہ وہ قابل اہمیت کے قرآن و عجمت کو راستہ کی تباہی ہے۔

ہذا ہی خبر محمد حق "قلمتے ہیں" و انہما بعد ان "نعمت خدا کریم"۔
 المسلمون و احفادہم علی ما اصابہم من الخ

یعنی سعادت میں ہی اور قرآن اس پر موقوف ہے کہ صرف صالحین کے طریقہ کو اپنایا
 جائے اور بعد میں "تہ" لوں نے جو بدعت لگا دی ہیں ان کے بچ کر رہیں، (قرآن کریم) اس
 فرقہ کی ہے۔ (ص ۱۰۰)

مصرانی حضرت علامہ سلوی "پیش روی قرآن" ہیں۔ ان کا قول یہ ہے کہ اس فرقہ
 شیعہ رہی اہل اسلام (روحانی پارہ نمبر ۱۰، ص ۱۰۰)

پچھلے صدی کے صالحین کے خلاف نظریہ اور عمل و تقیہ کے ذریعہ ہے۔

ہم نے علماء اہل سنت کے یہ فیصلے اس کے بعد ذکر کر دینا تاکہ علماء اہل سنت یہ
 "وہ بھی کہ راجد امام اسلامی اور صرف سے ہدایت کے خلاف" اندازہ پایہ دینی فرقہ "قلمتے
 وہ فرقہ کے ساتھ نہیں کرنا جس اسلام کو قرآن و قرآن پہلی شہادت بھی ان قوانین کے
 مرنے سے پانچ سو کہ وہ ان کو قانونی نہیں ہیں فرقہ قرآن کے کہ اللہ کے دین کے جوئے
 میں کسی کو ٹھکانا، اللہ کے عذاب کو، موت دینے کے عذاب انہ سے جس دن بعد تمام تقیہ
 موت جلد نکال دیا دے ہے۔

مگر یہ زمانہ گھبرائی اس سے قبل شخص اور ضیہ وہی قدامت پر دونوں فرقہ
 نے یہ کہہ دیا کہ اپنے نام سے پہنچنے کی دعوت دینے میں اللہ ہی ہدایت کی بات
 ائمہ کے ہاتھ سے کہ موت سے موت کے ایک شخص کو دینے کا اندازہ کوئی بھی نہیں دے
 کہ ان کے قانونی مجاہدوں کے لیے یہ کہہ دینے کے لیے کہ ان کے لیے یہ کہہ دینے کے لیے

ہے مان گیا کہ یہ دین کا حصہ نہیں ہے تو حکومت کا فرض ہو گا کہ وہ غیر ناجائز کے قانونی حیثیت سے اس کو پتہ کر دے۔ اگارا یہ بھی مخلصانہ مشورہ ہے کہ عربین شریفین کے آئندہ ہر حقیقیہ کل کا ایک کے مسلمانوں کے آئندہ ہیں 'اس میں فضلہ کرنے کا منصوبہ ہیہ کر دیا جائے۔ ولحق الحق ویبطل الباطل ولعز کبرہ انعمشرو کو ن (الایہ)

اور اگر اس عظیم فرائض منہجی سے غفلت برتی گئی اور وقتی اغراض کے لئے بہت کون مول کر لی گئی تو پھر یہ شکیں بھی غلط رہ سکتی ہیں کہ مول نظر آئیں گی کیونکہ خالق کو حقوق کے لئے یا اغراض نفعاتیہ کے لئے عراض کرنے والے بھی بھی گزشتہ خداوندی سے بچ نہیں سکتے۔

ولوا تع الحق أھوا تھم لفسدت المعصوت والأرض

ومن نہیں بل اتھنہم یدکرھم وہم تن ذکرھم

معرجو ن (الایہ)

حکومت سے گزارش سے پیوستہ!

قرآن و سنت کے مسلمانوں کی رہنمائی میں یہ ایک حقیقت ہے کہ مجلس علماء اسلام کا فرض ہے کہ وہ تھانہ اسلام کو بغیر روک ٹوک کے بیان کریں وہاں ارباب حکومت پر بھی یہ فرض ہے کہ اسلام کو منہ نہیں۔ (دعوتِ ہدایت، پیر ۵۰۵ ص ۱۲۵ سورہ بقرہ)

مگر یہ فراموش نہیں کیا جائے کہ علماء کرام کے ذمہ بیان ہو اور ارباب حکومت کے ذمہ نفاذ ہو۔ آپ اگر یہ لوگ اپنے اپنے فرض میں مبتلا ہیں تو انبیاء کے جانشین اور اللہ جل جلالہ کا سایہ رحمت ہو۔ مگر اپنے مقررہ دھرم کو نظر انداز کرنے کے بعد ان کا جو حال ہوا ہے وہ شرم و محشر ہے۔ کئے ارشاد کی روشنی میں سن لیجئے۔

”اذا اظهر الفتن او البدع و مسیت اصحابی فليظهر العالم علمه و من لم يفعله فعليه لعنة الله و الملائكة و الناس اجمعين لا يقبل الله له صرفاً ولا هدلاً اى فرضاً و تقلاً“
(تکذیب النبیان ص ۹۵-۹۶) (میزان الاعتدال ج ۱ ص ۸۸)

”جب فتنے اور بدعت نما ہو جائیں اور صحابہ کرام کو برا بھلا کہا جائے
تو علماء کو چاہئے کہ وہ اپنے علم کے ذریعے مقابلہ کریں اور اگر نہیں
کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنتوں کی اور تمام مخلوقات کی لعنت ہو۔ اللہ نہ
ان کا فرض قبول کرے گا اور نہ غفل۔“

معلوم ہوا کہ ساری عزت دین کے لئے تھی اور جب دین کلیان یا غلام کیا تو اب
اس قدر خستہ و پست ہو گیا ہے۔